Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 267-289

فیروز شاہ تغلق (1351ء-1388ء) کے عہد میں ہونے والے رفاہی کام: ایک تجزیاتی مطالعہ

Welfare Work during the Reign of Feroz Shah Tughluq (1351-1388): An Analytical Study

Munazza Hayat
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Multan
Email: muazzahayat @bzu.edu.pk
Talat Sultana
PHD Scholar , Department of Islamic Studies, GC University , Faisalabad
Sultanatalat82@gmail.com

KEYWORDS

Welfare Work, Reign of Feroz Shah Tughluq, an Analytical Study.

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

Only the welfare work and institutions that a nation builds and maintains can best paint a picture of a nation's life. The nation regulates its life with the organization of the state and the state itself is a mirror of its needs, its mission and its struggle. If one wants to know the nature of a country, one has to go beyond administrative institutions. Governments have always seemed to be interested in public welfare to meet the needs of the people. Muslim administrators have always recognized the importance of the public welfare department because it is believed that public welfare and political stability are inseparable. Feroz Shah Tughlaq was a capable and intelligent ruler. Feroze Shah Tughlaq did a lot for the welfare of the people in his time after Muhammad Tughlaq. It would not be an exaggeration to say that no other Tughlaq ruler has done as much work as Sultan Feroz Shah Tughlaq during Tughlaq rule .The purpose of this article is to review the welfare work done during the reign of Feroz Shah Tughlaq.

تمہید

کسی قوم کی زندگی کی بہترین منظر کشی وہ ادارے ہی کر سکتے ہیں جنہیں وہ قوم تعمیر کرتی اور قائم رکھتی ہے۔ قوم اپنی زندگی کو مملکت کی تنظیم سے منضبط کرتی ہے اور مملکت ہی اس کی ضروریات، اس کے نصب العین اور اس کی جدوجہد کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اگر کوئی فرد کسی ملک کی ماہیت کو جاننا چاہے تو اسے انتظامی اداروں سے ماورا کوشش کرنا پڑے گی۔ عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حکومتیں ہمیشہ رفاہ عامہ کے کاموں میں دلچسپی لیتی نظر آئی ہیں۔ مسلم منتظمین حکومت محکمہ رفاہ عامہ کی اہمیت کو ہمیشہ سے تسلیم کرتے آئے ہیں کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ رفاہ عامہ اور سیاسی استحکام لازم و ملزوم ہیں۔ تغلق خاندان (1320ء-1414ء) کے دوسرے حکمران محمد تغلق (1325ء-1351ء) نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی تھی، فیروز شاہ تغلق [1] ایک قابل اور ذہین شخص تھا، اس لیے علمائے دین اور امرائے سلطنت نے باہمی مشورہ کر کے اسے محمد تغلق کا جانشین قرار دیا۔ فیروز شاہ تغلق نے محمد تغلق کے بعد اپنے دور میں رفاہ عامہ کے حوالے سے بہت کام کیا۔ زیر نظر مقالہ میں فیروز شاہ تغلق کے دور میں ہونے والے رفاہی کاموں کا تحقیقی جائزہ لینا مقصود ہے۔

1۔ شعبہ صحت: صحت عامہ کے حوالے سے اقدامات

کسی بھی معاشرہ میں صحت کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عصر حاضر میں یہ بنیادی حکومتی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے کہ حکومت اپنی عوام کو صحت کی تمام بنیادی سہولیات فراہم کرے۔ صحت عامہ کے حوالے سے تغلق دور میں بڑی تعداد میں شفاخانے قائم کیے گئے تھے جہاں مختلف امراض میں مبتلا مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا تھا، ادویات وغیرہ بھی دی جاتی تھیں۔ جو مریض مہلک امراض میں مبتلا ہوتے ان کے شفاخانوں میں قیام وطعام کا خرچ بھی حکومت کی طرف سے ہوتا تھا، یہ بہت عمدہ اور اہم کام تھا۔ فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور حکومت میں عوام کی صحت کے حوالے سے بھی کام کیا۔ اس نے برصغیر میں بہت سے دار الشفاء قائم کیے۔ ان میں ماہر طبیب دن رات موجود رہتے، امراض کی تشخیص کے بعد مریضوں کو مفت دوا فراہم کی جاتی تھی۔ جو مریض بہت زیادہ بیمار ہوتے اور انہیں طبیب کی دیکھ بھال کی ہر وقت ضرورت ہوتی ایسے مریضوں کو اور ان کی دیکھ بھال کے لیے آئے ہوئے لواحقین کو ان دار الشفاء میں حکومت کی طرف سے قیام وطعام کی سہولت فراہم کی جاتی تھی۔[2] عوام کی صحت کے

حوالے سے اس کو عصر حاضر کے حوالے سے بھی ہماری حکومت کو جاری کرنا چاہیے۔ بعض ایسے مریض ہوتے ہیں جو انتہائی مہلک امراض کا شکار ہونے کے باوجود مفلسی کی وجہ سے علاج نہیں کرا پاتے لہٰذا ہر حکومت کا یہ فرض ہے کہ ملک میں صحت کی سہولیات کو عام کرے کیونکہ مشہور مقولہ ہے صحت مند دماغ صحت مند جسم میں ہوتا ہے۔

2۔ شعبہ سماجی فلاح و بہبود

سماجی فلاح و بہبود کے کاموں میں فیروز شاہ تغلق کسی حکمران سے پیچھے نہیں رہا۔ اس کے دور میں جن فلاحی سرگرمیوں کی طرف توجہ دی گئی، درج ذیل ہیں:۔

i۔ دیوان الخیرات

فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور میں دیوان الخیرات بھی قائم کیا۔ اس دیوان الخیرات سے غرباء خاص کر وہ لوگ جن کی بیٹیاں جوان ہو چکی تھیں۔ اور وہ اپنی ناداری کی وجہ سے ان کی شادی نہیں کر سکتے تھے، ایسے لوگوں مدد کی جاتی تھی۔ ہر نادار فرد کو بیٹی کی شادی کے لیے بیس سے تیس ہزار تنکہ (کرنسی) امداد دی جاتی تھی۔ شمس سراج عفیف کے مطابق دیوان الخیرات سے ہزاروں بچیوں کی شادی کا اہتمام کیا گیا۔[3] موجودہ دور میں بھی کئی مخیر حضرات اور این جی اوز اجتماعی شادیوں کا بندوبست کرتے ہیں، (جس میں جہیز وغیرہ بھی شامل ہوتا ہے۔) اسے وسیع پیمانہ پر کرنے کی ضرورت ہے۔

ii۔ غلاموں اور یتیم بچوں کی کفالت

فیروز شاہ تغلق کو یتیم بچوں اور غلاموں کی پرورش کا بہت شوق تھا۔ اس نے اپنی سلطنت کے گورنروں کو ہدایات جاری کی ہوئی تھیں کہ جہاں کہیں کوئی غلام، لاوارث، یتیم بچہ ملے، اسے میرے پاس لایا جائے۔ چنانچہ ان غلاموں کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ گئی۔ فیروز شاہ تغلق نے ان یتیم بچوں کی رہائش اور خوراک کے ساتھ اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ ان کو اہلیت کے مطابق مختلف ہنر بھی سکھائے جائیں۔ ہنر سکھانے کے دوران انہیں ماہانہ وظائف دیے جاتے تھے۔ تقریباً بارہ ہزار غلام شاہی قلعہ کی حفاظت پر مامور کیے گئے۔ بہت بڑی تعداد میں کارخانہ جات میں ملازم ہوئے۔ اس طرح ان کو مختلف ہنر سکھا کر کار آمد شہری بنایا گیا۔ فیروز شاہ تغلق کے دور

حکومت تک غلام انتہائی وفادار رہے[4]۔ آج کل بھی جو قدرتی آفات جیسے زلزلہ، سیلاب، اور مختلف حادثات کے نتیجہ میں بچے والدین سے بچھڑ جاتے ہیں یا جن کے والدین کی وفات ہو جاتی ہے۔ ایسے بچوں کے لیے حکومت کو چاہیے کہ چائلڈ ہاؤسز بنائے جہاں پر ان کو مختلف ہنر سکھائے جائیں۔ اس دوران ان کو رہائش اور خوراک مہیا کی جائے اور ہنر مند بنانے کے بعد ملازمت دی جائے تاکہ وہ معاشرے پر بوجھ نہ بنیں بلکہ کار آمد شہری ثابت ہوں۔

iii۔ ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم

فیروز شاہ تغلق کے دور میں جب کوئی ملازم دوران ملازمت فوت ہو جاتا تھا۔ تو اس کی جگہ اس کے بیٹے کو ملازم رکھا جاتا تھا۔ اگر بیٹا نہ ہوتا تو داماد کو ملازمت دی جاتی تھی۔ اگر داماد بھی نہ ہوتا تو گھریلو ملازم یا غلام کو ملازمت دی جاتی تھی۔ اگر ملازم یا غلام نہ ہوتا تو اس شخص کی کوئی بیٹی ہوتی تو اسے ملازمت دی جاتی تھی تاکہ اس خاندان کو کوئی معاشی مسئلہ درپیش نہ ہو۔ اگر کوئی ملازمت کلیدی عہدے سے متعلق ہوتی یا انتظامی نوعیت کی ہوتی تو اس کے لیے مقررہ معیار کو پیش نظر رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی ملازم وفات پا جاتا یا بوڑھا ہو جاتا اور اپنے کام کو پورے طریقے سے انجام نہ دے پاتا تو اسے اجازت تھی کہ اپنے ساتھ معاونت کے لیے اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ رکھ سکتا تھا، بیٹا نہ ہونے کی صورت میں داماد کو رکھ سکتا تھا۔[5] یہ کوٹہ سسٹم آج بھی ہمارے ہاں موجود ہے۔ پنجاب کے تمام سرکاری اداروں میں ہے، ملازمین کے بچوں کے لیے کوٹہ موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح پورے پاکستان میں تمام سرکاری شعبہ جات چاہے وہ فوج ہو، تعلیم کا شعبہ ہو یا پولیس ہو کوئی بھی شعبہ ہو کوٹہ سسٹم موجود ہے۔ تاہم کلیدی نوعیت کے عہدوں کے لیے مقررہ معیار پر پورا اترنا ضروری ہے۔ یہ کوٹہ سسٹم فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد میں متعارف کرایا تھا۔

Iv۔ مملکت کے معذور اور نادار افراد کے وظائف مقرر کرنا

مملکت کے معذور اور ضعیف لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فیروز شاہ تغلق نے ان کے وظائف مقرر کیے تاکہ وہ اپنی ضروریات کے لیے دوسروں کے محتاج نہ ہوں اور مملکت میں گداگری کا خاتمہ ہو سکے۔[6] فیروز شاہ تغلق نے علماء، فضلاء، حفاظ اور مشائخ کے لیے وظائف مقرر کیے اور ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔[7]

v۔ مسافر خانے

مسافروں کی سہولت کے لیے فیروز شاہ نے سلطنت کے تمام شہروں میں مسافر خانے قائم کیے۔ جہاں مختلف منزلوں کے مسافروں کے لیے قیام کرنے کا معقول انتظام تھا۔ یہاں تک کہ دہلی میں ایک سو بیس مسافر خانے تعمیر کروائے۔ اگر کوئی مسافر دوران سفر بیمار ہو جاتا تو طبیب کی سہولت بھی علاج کے لیے فراہم کی جاتی تھی۔ چونکہ اس دور میں سفر کے تیز رفتار ذرائع نہ تھے اس لیے دور دراز کے مسافروں کو تین دن تک قیام و طعام کی سہولت بھی سرکاری طور پر دی جاتی تھی۔ مسافروں کے لیے یہ بہت بڑی سہولت تھی۔[8] فیروز شاہ تغلق نے عوام کے سہولت کے سلطنت کے مختلف شہروں میں بہت سے حمام بنوائے۔ ان میں گرم پانی کی سہولت بھی دی جاتی تھی اور کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جاتا۔

3۔ شعبہ تعمیرات

تغلق حکمرانوں کی حکومت کی روح ان کے عمارتی کارناموں کی شکل میں محفوظ ہے۔ فیروز شاہ تغلق کے دور میں کی گئی تعمیرات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

i۔ شہر فیروز آباد کی منصوبہ بندی

فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور میں لوگوں کی سہولت اور تجارت کو فروغ دینے کے لیے ذرائع آمد و رفت کو بہتر کیا گیا۔ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کی گئی۔ آمد و رفت کی سہولیات کی فراہمی سے لوگوں کو سفر، تجارت اور کاروبار میں سہولت ہوئی اور مختلف فنون کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ فیروز شاہ کے عہد میں مساجد میں رات کے اوقات میں روشنی کا انتظام کیا گیا۔ مساجد میں باقاعدہ مؤذن مقرر کیئے گیئے اور محکمہ اوقاف کے تحت ان کی تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ فیروز شاہ تغلق کے دور میں فیروز آباد کے نام سے شہر بسایا گیا۔ اس شہر کے لئے فیروز شاہ تغلق نے اٹھارہ گاؤں کی زمین حاصل کی ۔ان میں گاؤں اندرپت، سرائے شیخ ملک بار، سرائے شیخ ابو بکر طوسی، کاربن، کیشواڑہ، اندولی گاؤں، سرائے رضیہ، مہروالہ اور سلطان پور گاؤں کی زمینیں شامل تھیں۔ اس شہر میں امراء اور سلاطین نے بھی اپنے رہنے کے لیے محل بنوائے۔ عام شہریوں نے بھی فیروز آباد میں اپنے لیے پختہ مکانات بنائے۔ فیروز آباد کے شہر میں آٹھ مساجد بھی بنائی گئیں۔ ان مساجد میں سے ہر مسجد میں دس ہزار نمازیوں کے لئے نماز ادا کرنے کی جگہ تھی۔ فیروز آباد کی تعمیر سے پہلے اس کا نقشہ تیار کیا گیا کہ مساجد بازار مکانات

کس ترتیب سے بنائے جائیں گے۔دہلی اور فیروزآباد کے درمیان پانچ کوس کا فاصلہ تھا۔دہلی اور فیروزآباد کے درمیان سفر کیلئے سواریاں دستیاب رہتی تھیں۔بیل گاڑی کا کرایہ چھ جیتل اور گھوڑا گاڑی کا بارہ جیتل تھا۔اس شہر میں پانی دستیاب نہ تھا۔جب موسم گرما میں عراق اور خراسان سے مسافر آتے تو ایک کوزہ آب کی قیمت چار جیتل ہوتی تھی۔اس مقصد کیلئے فیروز شاہ تغلق نے دو نہریں نکلوائیں۔ 1۔ دریائے جمنا سے نکالی گئی نہر راجیواہ کی مثل تھی۔2۔ دوسری دریائے ستلج سے نکالی گئی تھی۔

اس طرح فیروزآباد کی سرزمین کو پانی مہیا کیا گیا۔لوگوں کو پانی میسر ہوا اور فیروزآباد کے شہر میں فصلیں کاشت ہونے لگیں۔[9] فیروزآباد میں فیروز شاہ نے بہت سے محل بھی تعمیر کرائے ان میں محل صحن گلبن، محل چھجہ چوبیں اور محل بار عام شامل تھے۔یہ محل درباروں کے انعقاد کے کام آتے تھے۔اس کے علاوہ کوشک فیروزآباد، کوشک نردی، کوشک مہندری، کوشک شہر حصار، کوشک شکار بھی اس نئے شہر فیروزآباد میں بنوائے۔اس کے ساتھ ساتھ فتح آباد، جون پور اور سالورہ میں بھی کوشک بنوائے گئے۔فیروز شاہ کو تعمیرات کا جس قدر شوق تھا اتنا تغلق حکمرانوں میں سے کسی کو نہ تھا۔اس لیئے اس نے میر عمارت کا عہدہ قائم کر رکھا تھا۔اسی طرح سنگ تراشوں، چوب تراشوں، بنکروں، آرہ کشوں، اور معماروں کے علیحدہ علیحدہ محلے بنے ہوئے تھے۔[10] یہ تمام محلات جن کا ذکر کیا گیا ہے یا تو ختم ہو چکے ہیں یا ان کے صرف کھنڈرات ہی باقی ہیں اس لیئے ان کے اندرونی حصوں کی تفصیل بتانا اب ممکن نہیں ہے۔ان محلات کے محلے وقوع سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شاہی محل اونچی جگہ اور دریا کے کنارے بنائے جاتے تھے تاکہ ان میں ہوا کا گزر آسانی سے ہو سکے دن کی روشنی اور رات کو محلات کا عکس دریا کے پانی میں پڑے تو خوبصورت نظارہ ہو۔ان محلات میں باغ، مطبخ، شرب خانہ، سگ خانہ، آب دار خانہ، فراش خانہ، پوشاک خانہ، غسل خانہ، خواب گاہ اور زنان خانہ وغیرہ بنائے جاتے تھے۔[11]۔

ان محلات کی دیواروں کو ریشمی پردوں سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ہر محل میں گھڑیال ضرور لگایا جاتا تھا تاکہ وقت کا پتا چلتا رہے رات کے اوقات میں محلات کے گرد سخت پہرہ ہوتا تھا۔رات کے ابتدائی اوقات کے بعد کسی کو محل کے احاطہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ایک خاص عہدے دار مقرر ہوتا تھا جو رات کے دوران ہونے والے واقعات لکھتا تھا اور صبح کو بادشاہ کی خدمت میں تحریر پیش کر دیتا تھا۔[12]

حرم کی بیگمات کے لیے ان محلوں میں علیحدہ علیحدہ حصے بنے ہوئے تھے۔ان کی خدمت کے لیئے خواجہ سرا ہر وقت موجود رہتے تھے۔ محل کے اندر صرف وہی مرد رشتہ دار جاسکتے تھے جن کو بادشاہ کی طرف سے اجازت ہوتی تھی۔ تغلق دور میں شاہی وقار اسی میں سمجھا جاتا تھا کہ شاہی بیگمات پر خاص خاص رشتہ دار مردوں کے علاوہ کسی کی نظر نہ پڑے۔شاہی خواتین کی تقلید کرتے ہوئے عام گھروں کی خواتین بھی گھروں کے اندر رہنے لگیں۔ محل کے اندر جو عورت بھی شاہی خواتین سے ملنے جاتی تو اس کے ساتھ مختلف قسم کی نوازشیں کی جاتی تھیں۔مثلاً ابن بطوطہ کی بیوی محمد بن تغلق کی والدہ(مخدومہ جہاں)سے ملنے گئی تو اس کو ایک ہزار تنکہ (کرنسی کا نام) سونے کو جڑواں کڑے ،ہار ،ریشم کا خلعت اور کپڑے کے کئی تھان دیئے گئے۔جو مہمان عورتیں شاہی خواتین سے ملنے کو جاتیں وہ بھی اپنے ساتھ طرح طرح کے نذرانے لاتی تھیں۔ابن بطوطہ کی بیوی نذرانے میں ایک ترکی لونڈی لے گئی تھی۔[13]

محل کے اندر باقاعدہ مختلف کاموں کے لیئے مختلف عہدے دار ہوتے تھے۔ محل کے اندر آنے جانے میں بہت سختی کی جاتی تھی۔ محل کا کلید بردار وکیل در کہلاتا تھا۔اس عہدے پر کوئی معزز اور پڑھا لکھا درباری ہی مقرر کیا جاتا تھا۔اسی کی اجازت سے محل کا دروازہ کھلتا تھا۔وہ بیگمات ،شہزادوں اور باورچی خانہ وغیرہ پر نگران ہوتا تھا بیگمات اور شہزادے اسی کے ذریعہ سے سلطان کی خدمت میں معروضات پیش کرتے تھے اس لیئے وہ بہت بااثر عہدیدا سمجھا جاتا تھا۔اس کے ماتحت نائب وکیل در اور بہت سے دوسرے ملازم ہوتے تھے۔ ہر محل کے مختلف دروازوں پر پہرے دار ہوتے تھے۔ پہرے داروں پر مقرر افسر کو پردہ دار کہا جاتا تھا۔اس عہدے پر بھی امراء کو ہی مامور کیا جاتا تھا۔شاہی محل کے دروازے پر اگر کوئی واقعہ ہو جاتا تو(متصدی)س کی بھی تفصیل لکھ لیتے اور بادشاہ رات کو ان تمام اندراجات کو پڑھ لیتا تھا۔[14]

ii۔حصار فیروزآباد

حصار فیروزآباد یا قلعہ فیروزآباد ،شہر فیروزآباد میں فیروز شاہ تغلق نے دریائے جمنا کے کنارے اپنے لیے ایک محل بنوایا۔اس کے ارد گرد خندق کھودی گئی اور اس کے اوپر کنگروں کی شکل میں پل بنایا گیا۔اس کی وجہ سے محل کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا۔اس حصار کے گرد دوسرے امراء اور وزراء کے محل اور خوبصورت رہائش گاہیں بھی

تعمیر کی گئیں تھیں۔ فیروز شاہ تغلق نے اس محل کی تعمیر میں اڑھائی سال صرف کئے۔ فیروزآباد کے شہر میں جب نہروں کے ذریعہ پانی لایا گیا تو حصار فیروز شاہ کے قریب ایک جھیل بنائی گئی۔ جس کے ذریعہ حصار فیروزآباد اور ارد گرد کی آبادی کے لیے پانی مہیا کیا جاتا تھا۔ حصار فیروزآباد فیروز تغلق کے دور کا ایک نادر شاہکار تھا، اب اس کے صرف کھنڈرات ہی باقی ہیں۔[15]

iii. سنگین میناروں کی تعمیر

دہلی کے گرد قدیم دور کے دو سنگین مینار تھے۔ ایک دفعہ فیروز شاہ دہلی کے نواحی علاقوں کی سیر کو نکلا۔ فیروز شاہ نے ان میناروں کو دیکھا جو دنیا کے عجائبات میں سے تھے۔ فیصلہ ہوا کہ ان میناروں کو دہلی منتقل کیا جائے۔ اشوکا کے ان میناروں کو نہایت حفاظت سے کھودا گیا۔ پھر ان کے گرد کچا چمڑا، اور بانس کے پتوں کی بنی ہوئی رسی لپیٹی گئی تا کہ یہ ٹوٹ نہ جائیں۔ اس کے بعد ان کو بیالیس پہیوں کی ایک بڑی گاڑی پر لاد کر دہلی شہر میں لایا گیا۔ ان میں سے ایک مینار دربار فیروز آباد میں نصب کیا گیا اور دوسرا کوشک نگار زریں میں نصب کیا گیا۔[16] جامع مسجد دہلی کے گرد ایک منارہ بزرگ تعمیر کیا گیا۔[17]

فیروز شاہ تغلق کے دور کی دیگر تعمیرات

ان تعمیرات کے علاوہ جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ فیروز شاہ نے اپنے دور میں اور بھی بہت سی تعمیرات کرائیں۔ ان میں کوشک فیروزآباد، کوشک مہندداری، کوشک ساپوراشکار، کوشک فتح آباد، کوشک جونپور، کوشک بند فتح خان اور دیگر محلات فیروشاہ کی یادگار ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے بند بھی تعمیر کرائے۔ ان میں بند مالجہ، بند شکر خان، بندوزیر آباد، بند مہیال، بند سابورہ، بند سہینہ، بند فتح خان اس میں فیروز شاہ نے آب زم زم بھی ڈالا تھا۔ فیروز شاہ کے عہد میں پہلے مسلمان سلاطین اور اولیاء کرام کے مقابر کی تعمیر و مرمت بھی کرائی گئی۔[18] مثلاً

1۔ جامع مسجد دہلی کی عمارت جو کہنگی کی وجہ سے خراب ہوگئی تھی، اس کی عمارت کو تقریباً نیا بنوایا گیا۔[19]

2۔ حوض شمسی پر بعض لوگوں نے پانی کی راہ کو بند کر دیا تھا۔ فیروز شاہ نے اس کو دوبارہ بحال کیا، حوض کی جانب پانی کی راہ کو دوبارہ ہموار کرایا۔[20]

3۔ سلطان التتمش (1211۔1236) کا مدرسہ جو التمش کے مقبرے سے ملحق تھا اس کی عمارت بالکل خراب ہو چکی تھی۔ اس مدرسہ کی عمارت کو نئے سرے سے بنوایا گیا اور مقبرے کے جو ستون گر گئے تھے ان کو دوبارہ تعمیر کرایا۔[21]

4۔ سلطان شمس الدین التتمش کے بیٹے سلطان معزالدین بہرام (1240۔1242) کا مقبرہ جو ملک پور میں تھا، کھنڈر ہو گیا تھا۔ اس کی قبر کا بھی کہیں نام ونشان نہ تھا۔ اس کی از سر نو تعمیر کرائی گئی۔ وہاں گنبد، چبوترہ اور احاطہ بنوایا گیا۔[22]

5۔ شمس الدین کے دوسرے بیٹے رکن الدین (1236۔1236) کا مقبرہ جو ملک پور میں تھا، اس کی تعمیر مرمت کرائی گئی، گنبد اور احاطہ بھی بنوایا گیا۔ اور ایک خانقاہ وہاں تعمیر کی گئی۔[23]

6۔ شیخ الاسلام حضرت نظام الدین اولیاء (م1325) کے مزار اور دروازوں کی جالیاں خراب ہو چکی تھیں۔ نئی لگوائی گئی اور چاروں محرابوں میں سونے کے جھاڑ طلائی زنجیروں سے آویزاں کرائے گئے، ایک جماعت خانہ بھی بنوایا گیا جو پہلے نہ تھا۔[24] جلال الدین خلجی کے مقبرہ پر ایک نیا دروازہ لگایا گیا۔[25]

7۔ سلطان علاء الدین خلجی (1295-1315) کے مقبرے کی مرمت کرائی گئی، اس میں صندل کے دروازے لگائے گئے ۔ آبدار خانہ اور مسجد کی دیواریں درست کرائی گئیں۔[26] سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی (1316-1320) کے مقبرے کی تعمیر کرائی گئی۔[27]

8۔ سلطان علاء الدین خلجی کے بیٹوں خضر خان، شادی خان، فرید خان، سلطان شہاب الدین، سکندر خان، محمّد خان کے مقبرے بنوائے گئے جنہیں خسرو ملک نے بے دردی سے قتل کرادیا تھا۔[28] ملک کافور کا مقبرہ جو زمین میں دھنس گیا تھا از سر نو تعمیر کیا گیا۔[29]

9۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مزار بھی فیروز شاہ نے تعمیر کروایا کیونکہ مزار کے دو دروازے پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس میں فیروز شاہ تغلق کا نام درج ہے۔[30] سیہون شریف میں شیخ عثمان مرندی عرف لعل شہباز قلندر کے مزار پر روضہ بنوایا گیا جس میں سات دروازے اور چھ گنبد تھے۔[31] علاء الحق علی بغدادی کی قبر بھی اسی دور میں ایک گنبد تعمیر کروایا۔[32]

10۔ دارالامان میں جہاں تغلق سلاطین کی قبریں تھیں، صندل کے دروازے بنائے گئے اور خانہ کعبہ کے دروازوں کے پردے سائبان کے طور پر لگائے گئے۔ ان مقابر سے متعلق اوقاف کو بھی جاری کیا گیا۔[33]

سلطان فیروز شاہ تغلق کے دور کے انتظامی معاملات

کسی بھی سلطنت کی ترقی اور استحکام کے لیے امن وامان بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے آج کا جدید دور ہو یا ماضی کی حکومتیں ہوں, امن کی اہمیت مسلمہ ہے۔ سلطان فیروز شاہ تغلق کے دور میں انتظامی معاملات کا تجزیہ درج ذیل ہے۔

1۔ انتظامی حوالے سے پہلا نمایاں کام سلطنت میں امن وامان کا قیام تھا۔ سلطان محمدؒ بن تغلق کے دور میں جو طوائف الملوکی بد امنی اور بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا، اس کو امن وامان میں بدل دیا۔ سلطان فیروز شاہ تغلق حد درجہ حلیم اور رحم دل تھا۔ وہ خونریزی جنگ وجدل سے پرہیز کرتا تھا۔ اس نے خود "فتوحات فیروز شاہی" میں جابجا اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے رعایا پر ظلم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی تھی۔ اور اپنا نصب العین یہ بنایا کہ سلطنت میں ہر طرف امن اور سکون ہو، رعایا خوشحال رہے اور اس کے دور حکمرانی میں کسی کو ایذا نہ دی جائے۔[34] امور حکمرانی میں استقامت پیدا کرنے کے لئے فیروز شاہ نے جو قوانین نافذ کئے ان میں پہلا قانون سزائے موت کا سلسلہ ختم کرنا تھا۔ فیروز شاہ کے دور میں کوئی موحد، مسلمان، مومن، مطیع (حکومت)، ذمی، مظلوم، مسکین، دیندار یا بے دین سزا کے طور پر قتل نہیں کیا گیا۔[35]

2۔ فیروز شاہ نے یہ حکم دیا کہ خراج وجزیہ (ٹیکس) حاصل (پیداوار) کی بنیاد پر لیا جائے چنانچہ کسانوں کے معاملہ میں وصول یابی میں تقسیم، زیادہ طلبی، فصلوں کا نہ ہونا اور قیاس کی بنیاد پر اندازہ لگانے کا سلسلہ مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ کاشتکاروں پر کسی قسم کی سختی نہیں کی جاتی تھی۔ اس قانون کے نفاذ سے بہت سے علاقے آباد ہو گئے اور میلوں تک ان میں کاشت ہونے لگی۔[36]

4۔ سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد سے پہلے مال غنیمت کا پانچواں حصہ افواج میں تقسیم کیا جاتا تھا اور باقی سرکاری خزانہ میں جمع کرا دیا جاتا تھا۔ فیروز شاہ تغلق نے اس معاشی اصول کو سرے ہی ختم کر دیا، اس لیے کہ یہ شریعت

کے بھی خلاف تھا۔اب مال غنیمت کا پانچواں حصہ سرکاری خزانہ میں دیا جاتا اور باقی افواج میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔[37]

5۔فیروز شاہ تغلق کے عہد سے پہلے یہ رواج عام تھا کہ شاہی دستر خوان پر کھانے کے لیے سونے اور چاندی کے برتن استعمال کیے جاتے تھے اور تلواروں کے قبضے زروجواہرات سے سجائے جاتے تھے۔فیروز شاہ تغلق نے اس کی سختی سے ممانعت کردی۔[38]

6۔فیروز شاہ تغلق نے امراء کے ریشمی لباس پہننے پر بھی پابندی لگادی۔[39]

7۔سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد سے پہلے عورتیں مزاروں پر جاتی تھیں۔عام طور پر یہ مزار شہر سے باہر ہوتے تھے۔اس وجہ سے فتنہ پرور اور اوباش لوگوں کو فساد کا موقع مل جاتا تھا۔اس بنا پر فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور میں عورتوں کا مزاروں پر جانا ممنوع قرار دے دیا۔

8۔سلطان محمدّ بن تغلق کے عہد میں جن لوگوں کو قتل کردیا گیا تھا اور وہ لوگ جن کے اعضاء کاٹے گئے تھے،ان سب کی فہرست بنا کر ان کے وارثوں کو اور مفلوج الاعضا لوگوں کو خون بہا اور مناسب معاوضہ دیا گیا۔ان پر اتنی بخشش کی گئی کہ انہوں نے اپنی رضامندی سے معافی نامے اور اقرار نامے لکھ دیے۔فیروز شاہ تغلق نے ان تمام اقرار ناموں کو ایک صندوق میں بند کر کے محمدّ بن تغلق کی قبر کے سرہانے رکھوا دیے اور کہا کہ میں اپنے اللہ سے امید کرتا ہوں کہ میرے آقا سلطان محمدّ بن تغلق کی بخشش فرمائے گا۔[40]

9۔انتظامی معاملات میں سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ کوئی شخص مملکت میں بے کار نہ ہو اور اپنی ضروریات کے لیے دوسروں کا محتاج نہ ہو۔اس قسم کے بے کار افراد کے حالات معلوم کرنے کے لیے سلطان محمد بن تغلق نے سرکاری عمال مقرر کیے، جو ہر گلی اور محلے میں جاکر ایسے افراد کی فہرست بنا کر بادشاہ کو دیتے۔ان افرد کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا جاتا اور ان بے روزگار لوگوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق ہنر سکھائے جاتے تھے اس طرح انہیں کار آمد شہری بنایا جاتا۔اس سے نہ صرف ان بیکار افراد کو باعزت روزگار ملتا تھا بلکہ گداگری کو ختم کرنے میں بھی مدد ملی۔[41]

10۔ فیروز شاہ تغلق نے ایسے افراد جو ضعف، لاچار، مفلوج الاعضاء تھے۔ ان کے مناسب وظائف سرکاری خزانہ سے مقرر کیئے۔[42]

11۔ سلطان محمّد بن تغلق اپنے دور میں کل چھتیس کارخانے قائم کرر کھے تھے۔ ان کی دو اقسام تھیں:

1۔ رابتی 2۔ غیر رابتی

رابتی کارخانے آدمیوں اور جانوروں کو خوراک مہیا کرتے تھے۔ اور غیر رابتی کارخانوں کا تعلق ان اشیاء سے تھا جو ماہرین ہنر مند کی محنت سے تیار کی جانے والی اشیاء سے تھا۔ شمس سراج عفیف لکھتا ہے اس کا باپ اور چچا علم خان (شاہی جھنڈے اور علامات بنانے سے متعلق کارخانہ) (رکاب خانہ گھوڑوں کا سازاسامان بنانے سے متعلق کار خانہ) اور ہاتھیوں کے اصطبل کے مہتمم تھے، وہ خود ان کی ماتحتی میں کام کرتا تھا۔ رابتی کارخانوں میں صرف غذا کے سامان کی فراہمی پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار تنکہ فی مہینہ خرچ کیا جاتا تھا۔ اس رقم سے کارخانے میں کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں۔ دوسرے کارخانوں میں صرف کی جانے والی رقوم کی تفصیل سراج عفیف نے یہ بتائی ہے۔ جم دار خانہ چھ ہزار تنکہ صرف سردی کے کپڑوں کے لیے۔ علم خانہ اٹھارہ ہزار تنکہ سالانہ (تنخواہوں کے علاوہ) فرش خانہ قالینوں کی بنائی وغیرہ دو لاکھ تنکے صرف کئے جاتے تھے۔ ہر کارخانے کا انتظام ایک علیحدہ نگران کے ذمہ ہوتا تھا۔ ان تمام کارخانوں کا نگران اعلیٰ (Director General) ابوالحسن تھا۔ کار خانہ جات کے متعلق شاہی احکامات پہلے اس کے پاس آتے تھے۔[43] شمس سراج عفیف فیروز شاہ تغلق کا یہ بیان نقل کرتا ہے۔ "جس طرح صوبوں میں لاکھوں تنکے مالیت کا لگان زرعی ٹیکس وصول ہوتا تھا۔ اسی طرح ان کارخانوں کے تیار کردہ اشیاء سے لاکھوں کی آمدن ہوتی تھی اور میرے ایک کار خانے کی آمدن (Turn Over) شہر ملتان کے تصرف سے کم نہیں"[44]

12۔ فیروز شاہ تغلق کو باغات کا بھی بہت شوق تھا، فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور میں دہلی کے مضافات میں بارہ سو باغات لگوائے۔ ان میں مختلف پھل دار درختوں کے علاوہ پھول بھی لگائے جاتے تھے۔ ان باغات کے پھلوں کی آمدن باغبانوں کا حصہ الگ کرنے کے بعد ایک لاکھ اسی ہزار تنکہ تھی۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ فیروز شاہ کے دور میں دہلی کے ارد گرد انگوروں کی کاشت بہت وسیع پیمانے پر ہوتی تھی۔[45]

13۔ فیروز شاہ تغلق کے دور میں مختلف سکے اور کرنسی بھی جاری کئے گئے۔ اس کے دور میں طلائی اور نقرئی تنکہ جو پہلے سے رائج تھے۔ چہل و ہشت گانی، بست و پنج گانی، دہ گانی، ہشت گانی، شش گانی تھے۔ ان کی قیمتیں بالترتیب 48 سے لے کر 6 جیتل تک تھی۔ ایک بار بادشاہ کو خیال آیا کہ خرید و فروخت کے وقت اگر کوئی غریب آدمی کوئی چیز خریدے اور قیمت ادا کرنے کے بعد ایک جیتل سے کم حساب کی رقم تاجر یا دکاندار کے پاس رہ جائے تو اس کی واپسی کا کوئی پیمانہ ہونا چاہیے تاکہ خریدار و دکاندار میں حجت و تکرار نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے دو اور سکے بنائے گئے، ایک نصف جیتل جسے (آدہ) کہتے تھے۔ دوسرا پاؤ جیتل کا جس کا نام (بیکھ) رکھا گیا۔[46]

14۔ فیروز شاہ تغلق نے فتوحات کے بجائے ملکی امن و امان زرعی ترقی، زیر کاشت رقبہ میں وسعت پیدا کر کے اپنی آمدنی میں اضافہ کیا۔ فیروز شاہ تغلق کے دور میں محمدؒ بن تغلق کے دور سے سرکاری خزانہ کی حالت بہت بہتر ہوئی۔ اس عہد میں صرف دوآبہ (وہ زمین جو دو دریاوں کے درمیان ہو) کی آمدنی 80 لاکھ تنکہ تھی اور کل سلطنت کی آمدنی 6 کروڑ 85 لاکھ تنکہ تھی۔ یہ سب سلطان فیروز شاہ تغلق کا حسن انتظام مخلوق خدا پر رحم کا نتیجہ تھا۔

15۔ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور میں ان تمام سخت قسم کی سزاؤں کا خاتمہ کر دیا جو مختلف جرائم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو دی جاتی تھیں۔ فیروز شاہ سے پہلے مجرموں کو اور بغاوت کرنے والوں کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ مثلاً زندہ جسم سے کھال کھینچ لینا، آگ میں ڈال دینا، آنکھوں میں سلائی پھیر دینا، جسم میں میخیں گاڑ دینا، جسم کے اعضاء کاٹ دینا۔ سلطان فیروز شاہ تغلق نے ان تمام غیر انسانی سزاؤں کو ممنوع قرار دے دیا۔

16۔ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اعلان کیا کہ اگر کوئی سپاہی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ اس کے بیٹے کو اس کی جگہ ملازمت دی جائے، اگر بیٹا نہ ہو تو داماد کو اگر داماد نہ ہو تو اس کا غلام یا گھریلو ملازم کو ملازمت دی جائے۔ اگر غلام بھی نہ ہو تو اس کی عورتوں جیسے بیٹی ہو تو اس کو متبادل ملازمت دی جائے[47]۔ تاکہ اس خاندان کی معاشی حالت بہتر رہے اور وہ کسی کے محتاج نہ ہوں۔ یہ قاعدہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد کے چالیس سالہ دور میں جاری رہا۔ اس فرمان کے کئی سال بعد فیروز شاہ نے ایک اور فرمان جاری کیا کہ ایسے سپاہی جو ضعیف ہو جانے کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتے ہوں تو ان کو ملازمت میں تو رکھا جائے گا لیکن بطور ایجنٹ کے اپنے ساتھ بیٹے کو بھجنا ہو گا۔ اگر بیٹا نہ ہو تو داماد کو اگر داماد بھی نہ ہو تو غلام کو بطور ایجنٹ ساتھ رکھنا ہو گا۔[48] فتوحات فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ

اس موروثی اصول کو صرف فوج تک ہی محدود نہ رکھا گیا بلکہ دوسرے شعبوں میں بھی اپنایا گیا۔ اگر کسی سرکاری ملازم کے ایک سے زیادہ بیٹے ہوتے تو اس ملازم کی ملازمت تو بڑے بیٹے کو دی جاتی تھی۔ لیکن اس کی ذاتی جائیداد اس کی تمام اولاد میں شرعی قانون کے مطابق تقسیم کر دی جاتی ، لیکن اگر ملازمت کا معاملہ کسی اعلی سرکاری عہدے پر تقرری کا ہوتا تو موروثی قانون کی بجائے قابلیت اور متعلقہ پیشے کے بارے میں مطلوبہ معیار کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔

17۔ فیروز شاہ تغلق کے دور میں غلہ و دیگر اجناس بے حد سستی تھیں۔[49]

18۔ فیروز شاہ تغلق نے اپنی فہم و فراست سے دہلی میں طاس گھڑیال ایجاد کیا۔ اس گھڑیال کو کوشک فیروزآباد کے اوپر نصب کیا گیا اور بے شمار لوگ اس گھڑیال کو دیکھنے کے لیے فیروزآباد جمع ہوتے۔[50]

19۔ فتوحات فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد میں مختلف چنگیوں کو ختم کر دیا اس بنا پر کہ یہ شریعت کے منافی تھیں۔ نظامی نے ان چنگیوں کی جو تشریح کی ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ منڈوی برگ۔ ڈاکٹر ائی ایچ قریشی نے اسے بازار میں فروخت ہونے والے غلہ پر ٹیکس قرار دیا ہے۔

2۔ دلائل بازارہا (بازاروں میں دلالی کا کام کرنے والوں پر ٹیکس) 3۔ جزاری (قصابوں پر ہر ذبح کی گئی فی گائے یا بیل پر 12 جیتل کا ٹیکس لیا جاتا تھا) 4۔ امیر طرب (میلوں پر جو تفریحات وغیرہ مہیا کی جاتی تھیں اس کا انتظام کرنے کے لیے ٹیکس لیا جاتا تھا) 5۔ گل فروشی (پھولوں کی فروخت پر ٹیکس) 6۔ جزیہ تنبوں (پان کی فروخت پر ٹیکس) 7۔ چنگی غلہ (غلے پر ٹیکس) 8۔ خیالی (پروفیسر ایس اے رشید اور بعض دیگر اشخاص نے اسے کتابی پڑھا ہے اور اسے کاتبوں پر ایک ٹیکس قرار دیا ہے) 9۔ بیل گری (نیل بنانے پر ایک ٹیکس) 10۔ ماہی فروشی (مچھلی فروشی پر ایک ٹیکس) 11۔ ندافی (روئی دھننے والوں پر ایک ٹیکس) 12۔ صابن گری (صابن بنانے والوں پر ٹیکس) 13۔ رسیمان فروشی (رسی بیچنے والوں پر ٹیکس) 14۔ روغن گری (روغن تیل بنانے والوں پر ٹیکس) 15۔ نخود بریاں (بھنے بونٹ پر ایک ٹیکس) 16۔ تیہ بازاری (دکانداروں پر سرکاری زمین کے استعمال کے لیے لیا جاتا تھا) 17۔ چھپہ (چھپے ہوئے کپڑے پر ٹیکس) 18۔ داد بکی (مقدموں کے لیے لی جانے والی فیس لیکن پروفیسر ہوڈی والا کے مطابق متعلقہ جائیداد کے دس فیصد سے زائد پر لیا جاتا تھا) 19۔ قمار خانہ (جوا کھیلنے والی

جگہوں پر ٹیکس)20۔ کوتوالی (کوتوال سے وصول کئے جانے والے ٹیکس)21۔ احتسابی (محتسب کے ذریعہ وصول کیئے جانے والے ٹیکس) محتسب سرکاری ملازم کے طور پر کام کرتا تھا۔ سرکاری طور پر تنخواہ کے علاوہ عوام سے کچھ نہ لے سکتا تھا۔22۔ قصابی (قصابوں پر ایک پیشہ ورانہ ٹیکس جزاری کے علاوہ)23۔ کوزہ وخشت بازی (مٹی کے برتن بنانے والوں پر ٹیکس)24۔ گھری (مکان پر ٹیکس)25۔ چرائی (چراگاہ پر ٹیکس)26۔ مصادرات (مختلف قسم کے جرمانے)27۔ کبابی (قیمہ کیئے ہوئے گوشت پر ٹیکس)28۔ خضرادات (سبزیوں اور پھلوں پر ٹیکس)[51] سراج عفیف کے مطابق قاضی نصر اللہ کو فیروز شاہ نے 1377 میں حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو کر ان ٹیکسوں کے منسوخ ہونے کا اعلان کرو۔[52]

20۔ فیروز شاہ تغلق کے وضع کردہ قوانین میں سے ایک قانون یہ بھی تھا کہ مملکت میں مقرر کردہ انتظامی افسران، عمال سب نیک اور اچھی شہرت کے مالک ہوں تاکہ عوام کسی ظلم کا شکار نہ ہوں۔[53]

فیروز شاہ تغلق کی شخصیت میں محمد بن تغلق کی طرح فتوحات اور ملک گیری کا مادہ نہ تھا اس کا رجحان جنگ وجدل والا نہ تھا۔ بنگال کی فتح کے موقع پر جب ایک لاکھ سے زائد لوگ اس جنگ میں کام آئے تو فیروز شاہ تغلق ان لاشوں کو دیکھ کر بہت رویا اور آئندہ کوئی جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ رعایا کی خوشحالی اور امن وامان کی طرف توجہ دی۔ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں یہ حقیقت ہے کہ نہ تو کوئی ملک فتح ہوا نہ مملکت کے رقبہ میں اضافہ ہوا حتیٰ کہ وہ علاقے بھی دوبارہ مملکت میں شامل نہ کرائے جاسکے جو محمد بن تغلق کے دور میں بغاوتوں کے ذریعہ خود مختار ہو گئے تھے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مملکت کے نظم ونسق اور سرحدوں کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنایا گیا اور کئی نئی فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں، بغاوتوں کا خاتمہ ہوا اور رعایا امن وخوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگی۔

نتائج تحقیق

زیر نظر تحقیق سے درج ذیل نتائج نمایاں ہو کر واضح ہوتے ہیں:۔

1۔ فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں صحت عامہ کے حوالے سے بڑی تعداد میں شفاخانے قائم کیے گئے۔

2۔ زیر نظر دور میں سماجی فلاح و بہبود کا خاص خیال رکھا گیا۔

3۔ شعبہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور مدارس کی تعمیر اور علماء کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

4۔ تعمیرات کے ضمن میں بند، پلوں، کنووں، مسافر خانوں اور حمام بنوانے کے طرف خصوصی توجہ دی گئی۔

5-زرعی اصلاحات جاری کی گئیں، کسانوں پر بھاری ٹیکسوں کا بوجھ ختم کیا گیا۔

6۔ مختلف محصول اور چنگیوں کو ختم کیا گیا جس سے عوام کے معاشی مسائل کم ہوئے۔

7۔ کئی نئے شہر بسائے گئے جیسا کہ فیروزآباد، دیپاپور، جونپور وغیرہ جس سے طرز تعمیر میں وسعت ہوئی اور پہلے سے موجود چند شہروں پر آبادی کا بوجھ حد سے نہ بڑھا۔ زرعی اصلاحات جاری کی گئیں، کسانوں پر بھاری ٹیکسوں کا بوجھ ختم کیا گیا۔

8۔ زیر نظر دور میں آب پاشی کے نظام کو بہتر بنایا گیا جس سے لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی سیر اب ہوئی۔ زرعی ترقی سے لوگوں کو سستے داموں غلہ دستیاب ہوا۔

9۔ فیروز شاہ نے تخت نشین ہونے کے بعد کئی اصلاحات کیں جیسا کہ زمینداروں کی حالت درست کرنے کے لیے کاشتکاروں کے کئی قرضے معاف کر دیئے، سرکاری لگان میں کافی کمی کر دی نتیجتاً لوگ بنجر زمینوں کو بھی آباد کرنے لگے جس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اس کی بنیادی ترجیحات عمارتیں بنوانا، نئے شہر بسانا، نہریں کھدوانا اور پھلوں کے باغ لگانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

1 سلطان فیروز شاہ تغلق کے والد کا نام سپہ سالار رجب تھا جو سلطان غیاث الدین تغلق کا چھوٹا بھائی تھا۔ فیروز شاہ کی والدہ کا نام بی بی کدبانو تھا۔ فیروز شاہ 1309ء میں پیدا ہوا ابھی اس کی عمر سات سال کی تھی کہ باپ کا انتقال ہو گیا لہٰذا سلطان غیاث الدین تغلق (1320-1325) نے اس کی پرورش کی ذمہ داری لے لی۔ سلطنت کو چلانے کے اصول اس نے غیاث الدین تغلق اور محمد تغلق کے دور میں سیکھے۔ سلطان محمد تغلق کی تخت نشینی کے وقت فیروز شاہ سولہ برس کا تھا۔ محمد تغلق نے اسے امیر نائب مقرر کر کے نائب باربک کا خطاب دیا اور ہمیشہ اسے اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ٹھٹھہ کے سفر میں بھی وہ محمد تغلق کے ساتھ تھا اور اس نے سلطان کے علاج کی ہر ممکن کوشش کی۔ چونکہ محمد تغلق نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی تھی اور فیروز شاہ ایک قابل اور ذہین شخص تھا اس لیے علمائے دین اور امرائے سلطنت نے باہمی مشورہ کر کے اسے محمد تغلق کا جانشین قرار دیا۔ گو محمد تغلق کی بہن خداوندزادہ اپنے بیٹے داور الملک کو بادشاہ بنوانا چاہتی تھی لیکن امراء کے سمجھانے پر خاموش ہو گئی۔ آخر سب ارکان سلطنت نے متفقہ طور پر فیروز شاہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ وہ 1351ء میں دریائے سندھ کے کنارے تخت نشین ہوا اور امراء نے اس کی بیعت کی۔ (ہاشمی فرید آبادی، سید

a

، **محمد بن قاسم سے اورنگ زیب عالمگیر تک**،لاہور، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ،1989، ص321۔ زین العابدین سجاد میر ٹھی

، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**،لاہور، ادارہ اسلامیات انار کلی، 1991، 556:3)

Hāshmi Fāreed Aābadi , Syed, *Muhāmmād bin Qāsim sāay Aurangzeb Aāalmgeer tak*,(Lāhore, Idarā Maāraf Islāmi, 1989), 321.

2 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،(لاہور، فکشن ہاؤس، مزنگ روڈ، 2004)، 293

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), (Lahore, Fiction House Māzāng Road, 2004,), 293.

3 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**، 290

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib),290.

4 برنی ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم ڈاکٹر سید معین الحق)،(لاہور، اردو سائنس بورڈ، اپر مال، 2004)، 354

Bārni, Zia ud din , *Tārikh Feroz Shāhi* , (Translator Dr Syed Moeen ul Hāq) , (Lahore, Urdu Science Board, upper Mall, 2004) , 354.

5 زین العابدین سجاد میر ٹھی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، **تاریخ ملت**، 560:3

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, (Lahore, Idārā Islāymiyat, Anār Kāli, 1991), 3:560.

6 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)، 294

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 294.

7 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)، 294

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib) 294.

8 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)، 276

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 276.

9 برنی ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم ڈاکٹر سید معین الحق)، ص794

a
Bārni, Zia ud din , *Tārikh Feroz Shāhi* , (Translator Dr Syed Moeen ul Hāq) 794.

10 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،95

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 95.

11 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،231

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 231.

12 صباح الدین، عبد الرحمٰن، **ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے تمدنی جلوے**(لاہور، روہتاس بکس، ٹیمپل روڈ، س۔ن)،95

Sābāh ud Din , *Hindustān kāy Muslāmān Hukmrānon kāy Tāmadni Jālwāy,* (Lahore, Rohtās Books , Temple Road) 95.

13 صباح الدین، عبد الرحمٰن، **ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے تمدنی جلوے**،96

Sābāh ud Din , *Hindustān kāy Muslāmān Hukmrānon kāy Tāmadni Jālwāy*, 96.

14 ابن بطوطہ، شرف الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم، ابو عبد اللہ الطنجی، **تحفۃ النظار فی غرائب الامصار**(بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ)(اردو ترجمہ بر صغیر سے متعلق حصہ دوم بعنوان **عجائب الاسفار**، مترجم مولوی محمد حسین)،(اسلام آباد، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت،1983)،100

Ibn e Bātootā, Ajāib ul Asfaār, (Translator Molvi, Muhāmmd Hussāin), (Islamabad, Qomi Idārā brāi Tāhqeeq Tārikh w Sāqafat,1983), 100.

15 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، **تاریخ ملت**،3:567

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*,3:567.

16 امیر خسرو، **مطلع الانوار**،98

Ameer Khusru, *Mātlā ul Anwaār*, 98.

a

17 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،263

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib) 263.

18 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،275

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 275.

19 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**،567:3

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, 3:567.

20 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**،568:3

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, 3:568.

21 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**(لاہور، نگارشات ٹیمپل روڈ،1990)،405

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, (Lahore, Nāgarshāt, Temple Road, 1990), 405.

22 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،405

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*,405.

23 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،406

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 406.

24 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،407

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 407.

25 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،406

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 406.

26 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،406، بحوالہ فتوحات فیروز شاہی، 13

a

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*,406.

27 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،13

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*,13.

28 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروزشاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،276،277

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 276,277.

29 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،406

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 406.

30 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،407بحوالہ آثار الصنادید،19

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 407.

31 ابن بطوطہ، **عجائب الاسفار**،(مترجم مولوی محمد حسین)،9

Ibn e Bātootā, Ajāib ul Asfaār, (Translator Molvi, Muhāmmd Hussāin), 9.

32 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،408،بحوالہ اورینٹیل کالج میگزین،51،فروری1935

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 408.

33 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**،406بحوالہ فتوحات فیروزشاہی،14

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 406.

34 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروزشاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،47

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 47.

35 برنی ضیاء الدین، **تاریخ فیروزشاہی**(مترجم ڈاکٹر سید معین الحق)، ص800

Bārni, Zia ud din , *Tārikh Feroz Shāhi* , (Translator Dr Syed Moeen ul Hāq) 800.

36 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**،3:557

a
Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, ,3:557.

37 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**، 3:557

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*,3:557.

38 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**، 3:559

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, 3:559.

39 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**، 3:560

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, 3: 560.

40 خلیق احمد نظامی، **جامع تاریخ ہند**، 719

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Jāme Tārikh Hind*, 719.

41 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی** (مترجم محمد فدا علی طالب)، 279

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 279.

42 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، تاریخ ملت، 3:562

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, 3:562.

43 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی** (مترجم محمد فدا علی طالب)295،281

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 281,295.

44 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی** (مترجم محمد فدا علی طالب)، 282

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 282.

a

45 خلیق احمد نظامی، **جامع تاریخ ہند**،748

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Jāme Tārikh Hind*, 748.

46 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**،3:563

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*, 3:563.

47 زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مفتی، **تاریخ ملت**،3:563

Zāin ul Aābdeen Sajjād Meerthi, Intzām ullah Shāhbi Akbar Abādi, *Tārikh Millāt*.3:563.

48 نظام الدین احمد خواجہ، **طبقات اکبری**(مترجم محمد ایوب قادری)،لاہور، اردو سائنس بورڈ اپر مال،2008، 1:122

Nizām ud Din Ahmād, Khāwājā, *Tābqāt Aākbri*, (Translator Muhāmmād Ayub Qādri),(Lahore, Urdu Science Board Upper Mall, 2008), 1:122.

49 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،250

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 250.

50 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،222

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 222.

51 نظامی خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**، ص421پر تفصیل درج ہے۔

Nizāmi, Khāleeq Ahmād, *Sāltāeen Dehli kāy Māzhābi Rujhānat*, 421.

52 شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم محمد فدا علی طالب)،147

Shāms Sirāj Afeef, *Tārikh Feroz Shāhi*, (Translator, Muhammād Fidā Ali Tālib), 147.

a

53 برنی ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**(مترجم ڈاکٹر سید معین الحق)، ص804

Bārni, Zia ud din , *Tārikh Feroz Shāhi* , (Translator Dr Syed Moeen ul Hāq) 804.